داعیان الی اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز کیا۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میٹنگ کا ایجنڈا دریافت فرمایا۔ جس پر انچارج صاحب نے بتایا کہ ہمارے مختلف زبانوں کے تبلیغی ڈیسک ہیں جو آج کی اس میٹنگ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نوجوان بھی شامل ہیں جو ملک بھر میں اپنی اپنی جماعتوں اور دوسرے علاقوں میں جا کر تبلیغی نشستیں کرتے ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر شعبہ تبلیغ کے انچارج صاحب نے بتایا کہ ان میں سے کل نوے (90) یہاں حاضر ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر یہی نوے (90) تبلیغ کریں تو کم از کم آپ کی اس سال دوسو ستر بیعتیں ہونی چاہئیں۔

✿...... **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ریکارڈ کے مطابق آپ کے داعیانِ الی اللہ کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اگر ہر کوئی ایک ایک بیعت بھی کروائے تو ایک ہزار بیعتیں ہونی چاہئیں۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ اس کے علاوہ تین سو کے قریب active داعیین الی اللہ ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ ان سب کو تبلیغ کے کام میں involve کریں اور بیعتوں کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ ہمارے داعیین الی اللہ اور لیکچرار پورے جرمنی سے ہیں۔ ہمارا نوجوانوں کو تیار کرنے کا پورا ایک سسٹم ہے۔ تیس کے قریب tranined ہو چکے ہیں۔ اور ستر کے قریب ایسے ہیں جو تیار ہو رہے ہیں اور ان میں سے بھی کچھ نے لیکچرز دینے شروع کر دیئے ہیں۔ ہماری مساجد اور سینٹرز میں لوگ آتے ہیں۔ مختلف گروپس اور سکولوں کی کلاسز آتی ہیں تو یہ نوجوان ان کو اسلامی تعلیم کے بارہ میں لیکچرز دیتے ہیں۔ جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور جو سوالات وہ پوچھتے ہیں ان کے جوابات بھی دیتے ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میٹنگ میں موجود ایک دوست سے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں لیکچر دیتے ہیں؟ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ مسجد فضلِ عمر (ہیمبرگ) میں جو لوگ اور گروپس آتے ہیں ان کو جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر کافی گروپس آتے ہیں تو جماعت کا جنرل تعارف پیش کرنے میں آپ کی اتنی practice ہو گئی ہو گی کہ جس طرح کسی historical جگہ پر جائیں تو وہاں کے گائیڈ کو پوری history یاد ہوتی ہے جو ایک سرے سے شروع کرتا ہے اور دوسرے سرے تک بولتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح آپ کے لیکچرز بھی اتنے perfect ہو گئے ہیں؟ اس پر ان صاحب نے عرض کیا کہ ہم اپنی پوری کوشش کرتے ہیں۔

✿...... بعد ازاں سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ ان کی ٹریننگ کا پروگرام سارا سال جاری رہتا ہے۔ ہم ورکشاپس کرتے ہیں اور جو نئے نئے موضوعات آتے ہیں ان پر مربّیان کے ساتھ کلاسز رکھی جاتی ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بیت الرشید (ہیمبرگ) میں جو فنکشن ہوا ہے اس کے بعد کچھ اخباروں نے بھی اس کی کوریج کی ہے۔ اس سے پہلے بھی جب مینارے بنے ہیں تب بھی اخباروں نے کوریج دی تھی۔ اس سے وہاں کے لوگوں کو مسجد کی طرف کوئی خاص توجہ پیدا ہوئی ہے؟ اس پر سیکرٹری تبلیغ صاحب نے بتایا کہ توجہ پیدا ہوئی ہے اور وہاں کے ہمسایوں نے بالخصوص ہم سے رابطہ کیا تھا اور ہم نے انہیں کہا تھا کہ کرسمس کے بعد آپ کے ساتھ ایک سپیشل میٹنگ رکھیں گے۔

✿...... **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نوجوان سے دریافت فرمایا:** آپ اپنے علاقہ میں ہونے والے پروگراموں کے کیا موضوعات رکھتے ہیں؟ یا جرمنی کے حساب سے آجکل کیا burning topics ہیں؟ ان ملکوں میں یہی حال ہوتا ہے کہ کسی ایک چیز کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور پھر اسی کے بارے میں بار بار سوال کرتے چلے جاتے ہیں۔ اخباروں میں پڑھتے بھی ہیں اور آپ سے سنتے بھی ہیں اور پھر ہر شخص سے وہی بات سننا چاہتے ہیں تا کہ دیکھیں کہ کیا آپ کے جوابوں میں consistency ہے کہ نہیں؟ اس پر اس دوست نے جواب دیا کہ ان کے زیادہ تر اسی قسم کے سوال ہوتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر عورتیں یہ سوال زیادہ کرتی ہیں تو پھر ایسی عورتوں کو ہماری عورتوں سے جواب ملے تو زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ جبکہ مردوں کو تو آپ خود بھی جواب دے سکتے ہیں۔

✿...... ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا جنوری میں سیرت النبی ﷺ پر پروگرام کرنے کا ارادہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر فرمایا: اس کے لئے پورا spade work ہونا چاہئے۔ **جہاں بھی سیرت کے پروگرام کرنے ہیں یا کوئی اور بھی پروگرام کرنا ہو جیسے قرآنِ کریم کی یا دوسری کتب کی exhibition کا پروگرام کرنا ہو، یا کوئی بھی پروگرام جو جماعت کی طرف سے organize ہوتا ہے تو اس کے لئے پہلے بہت زیادہ spade work کرنا چاہئے۔ اس کی پبلسٹی کرنی چاہئے۔ لوگوں کو بتانا چاہئے۔ تعلقات پیدا کرنے چاہئیں۔ جو تعلقات والے لوگ ہیں ان سے کہیں کہ اپنے لوگوں کو لے کر آئیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان پروگراموں میں شامل ہوں اور ان کے شکوک و شبہات ہیں دور ہوں یا کم از کم دور کرنے کی کافی حد تک کوشش ہو۔**

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ہیمبرگ میں جو پروگرام ہوا تھا اس میں پریس والے آئے تھے اور کہہ رہے تھے انہوں نے کوئی سوال وغیرہ کرنے ہیں؟ بعد میں انہوں نے سوال وغیرہ کئے نہیں؟ اس تقریب کو آرگنائز کرنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ پریس والے کہہ رہے تھے کہ حضور انور کی تقریر سے ان کو ان کے سب سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں نے آپ کو ایک pattern دے دیا ہے۔ آپ اس کو مزید elaborate کر سکتے ہیں۔ میں نے تو مختصر وقت میں مختصر باتیں کرنی تھیں۔ میں نے points دے دیئے کہ یہ یہ باتیں ہیں۔ آپ اس کو جتنا بڑھانا چاہیں بڑھا سکتے ہیں۔

✿...... ایک دوست نے بتایا کہ مارچ میں ہم نے ایک یونیورسٹی میں پروگرام رکھا ہے جس میں باہر کے ملک سے پروفیسرز بھی آئیں گے۔ انہوں نے پروگرام کی کامیابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

✿...... اس کے بعد امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ Benzheim میں ہماری چھوٹی سی مسجد ہے لیکن وہاں کی جماعت جرمنی کی فعال اور مستعد جماعتوں میں سے ایک ہے۔ یہ جماعت سال میں پانچ سے چھ بڑے مؤثر پروگرام کرتی ہے اور پریس میں بھی ان کو اچھی کوریج ملتی ہے۔ اب انہوں نے سکول میں ایک نمائش لگائی ہے جس کو کافی لوگ وِزٹ کر رہے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دوسری جماعتوں کو بھی ان سے نمونہ پکڑنا چاہئے۔

✿...... امیر صاحب جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جو پروگرام رکھتے ہیں ان پروگراموں سے قبل ہی پریس کانفرنس رکھ لیا کریں کیونکہ پروگرام کے اختتام پر پریس والے کہتے ہیں کہ ان کو ان کے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی مرضی ہے۔ یورپین پارلیمنٹ میں خطاب سے پہلے ہی پریس کانفرنس رکھی گئی تھی۔ لیکن اگر وہ میرے خطاب سے ہی مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار تھا لیکن انہوں نے خود ہی کہا کہ ان کے ذہنوں میں جو سوالات تھے ان کا ان کو جواب مل گیا ہے۔ بہر حال آپ چاہے پہلے رکھ لیں۔ بہر حال پریس والوں کے ذہن میں جو بھی سوال ہوتا ہے وہ پوچھ ہی لیتے ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نوجوان سے دریافت فرمایا کہ ان کا کس جماعت سے تعلق ہے اور وہ اپنی جماعت میں کل کتنے فنکشنز کرتے ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ان کا تعلق Oznabrug سے ہے اور سال میں اوسطاً دو سے تین پروگرام کرتے ہیں۔

✿...... اس کے بعد Hannover جماعت کے نمائندے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے اب تک دورانِ سال کتنے پروگرام کئے ہیں؟ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ اب تک اس سال ہمارے تین پروگرام ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سال میں دس سے بارہ مختلف گروپس ہمارے پاس آتے ہیں اور ان کو ہم organize کرتے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ ایک بہت خوشی کی بات ہے کہ دو سال پہلے ادھر ایک آرگنائزیشن تھی جو مسجد بنانے کے خلاف تھی۔ اس کے متعلق حضور انور کو دعا کی غرض سے خط بھی لکھا تھا۔ تو وہ جو پہلے ہمارے خلاف تھے اب ہمارے حق میں باتیں کر رہے ہیں حتیٰ کہ اس آرگنائزیشن کے صدر نے ایم ٹی اے سننے کے لئے ڈش بھی لگالی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'ماشاءاللہ'۔

✿...... اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جرمن دوست سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ کا کس جماعت سے تعلق ہے اور جماعت کی تعداد کیا ہے۔ جرمن دوست نے بتایا کہ ان کا تعلق Deiten جماعت سے ہے۔ Deiten کا یہاں سے دو سو پچاس کلومیٹر کے قریب فاصلہ ہے۔ اور جماعت کی تعداد ایک سو تیس ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ وہاں پر آپ کے پاس کوئی مسجد ہے؟ اس پر جرمن دوست نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے ہم نے قریباً دو ماہ قبل نماز سینٹر کے لئے ایک جگہ کرائے پر لی ہے۔ اور اب اس جگہ کو تیار کر رہے ہیں تا کہ وہاں پر پبلک پروگرامز رکھے جا سکیں۔ ہم اس سے پہلے ٹاؤن سینٹر میں کرایہ پر جگہ لے کر پبلک پروگرامز رکھتے تھے۔ اور وہاں پر ہی ہم اپنے اجلاسات منعقد کرتے تھے۔ اور ہم باقاعدگی کے ساتھ اپنے علاقہ میں اور اس کے گرد و پیش میں تبلیغی پروگرام کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ان پروگراموں میں بالعموم کس قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں؟ اس پر موصوف نے بتایا کہ آج کل لوگ اسرائیل اور فلسطین کے مابین جاری صورتحال پر ہمارا نقطہ نظر پوچھتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ 'ختنوں' کے متعلق بھی سوالات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ مغربی تہذیب پر

اسلامی نقطہ نظر کے بارہ میں بھی پوچھتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر freedom of speech کے متعلق اسلام کیا رائے رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اصولاً سوال تو یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کا مغربی تہذیب میں تیزی کے ساتھ آنے والی تبدیلیوں کے متعلق کیا نظریہ ہے؟ کیونکہ آج کل جو نظر آ رہا ہے یہ مغربی تہذیب نہیں ہے۔ مغرب کی تہذیب اب بدل چکی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ مزید بدل رہی ہے۔ اس لئے سوال یہ ہونا چاہئے کہ مغربی تہذیب میں تیزی کے ساتھ آنے والی تبدیلیوں کی وجوہات کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ تہذیب کیا ہے؟ آج کل culture (ثقافت) کو تہذیب کے ساتھ confuse کیا جاتا ہے۔ آج کا کلچر اور آج کی اقدار سو سال پرانے زمانہ کے کلچر اور اقدار سے بہت مختلف ہیں۔ مختلف نوع کی سہولیات کا ہونا، بجلی کا ہونا، الیکٹرانکس اور میڈیا وغیرہ کا ہونا تہذیب نہیں ہے بلکہ یہ تو ترقی ہے اور ارتقاء ہے۔ کیا سو سال پہلے مغرب تہذیب یافتہ نہ تھا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر مغرب سو سال پہلے بھی تہذیب یافتہ تھا تو سو سال پہلے ان کے لباس کیسے تھے؟ ان کی اخلاقیات کس طرح کی تھیں؟ تو اس قسم کے سوال آپ کو بھی ایسے لوگوں سے کرنے چاہئیں۔ اگر یہ سب چیزیں اُس دور میں آج کی نسبت مختلف تھیں اور ہم آہنگی، امن اور معاشرہ میں ایک دوسرے کی عزت کرنا جیسی اقدار آج کی نسبت آج سے سو سال قبل زیادہ تھیں تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے یہ اقدار غلط تھیں۔ اگر اسلام قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق ان بنیادی اقدار کو اپنے اندر محفوظ کرنا چاہتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام کی کوئی تہذیب نہیں ہے یا پھر اسلام آج کل کی تہذیب کے اندر سمو نہیں سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب ہمارے ہاں کافی وکیل ہیں اور دیگر لوگ بھی ہیں جو کہ مغربی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر یہی مغربی تہذیب ہے تو پھر اس پر اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم اس میں پہلے سے ہی شامل ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ ان کی تہذیب اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکتی ہے یا بعض ایسی چیزیں کرنے پر مجبور کرتی ہے جو آپ نہیں کرنا چاہتے تو پھر یہ تہذیب نہیں ہے بلکہ یہ تو آپ کے ذاتی معاملات کے اندر دخل اندازی ہے۔ پس جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے تو ہم سب تہذیب یافتہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمن **نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:** دیکھیں جو آپ نے آج لباس پہنا ہوا ہے وہ تقریباً وہی ہے جو آجکل مغربی لوگ پہنتے ہیں۔ آپ جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ وہی تعلیم ہے جو مغربی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ اسی لئے تو مغرب سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ نے نوجوانی کی عمر میں اسلام احمدیت کو قبول کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: زندگی کے دیگر شعبوں میں جیسے بزنس ہے، سیاست ہے ہمارے نوجوان اس کا حصہ بن رہے ہیں۔ جہاں تک تمدنی حقوق اور ذمہ داریوں کا تعلق ہے ہم وہ سب ادا کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو ہر ایک کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس حوالہ سے آپ کو بھی ان لوگوں کے سامنے سوالات رکھنے چاہئیں کہ بجائے اسلام پر اعتراضات کرنے اور اسلام اور مغربی تہذیب کے آپس میں تعلق کے بارے میں سوالات اُٹھانے کے، ان سے پوچھنا چاہئے کہ تہذیب دراصل ہے کیا؟ پچاس سال پہلے کس قسم کی تہذیب تھی؟ آج کی تہذیب کیا ہے؟ ان میں کیا فرق ہے؟ آپ اپنے آباء و اجداد کو کس طرح موردالزام ٹھہرا سکتے ہیں کہ وہ تہذیب یافتہ نہیں تھے؟ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ پس ان سے پوچھنے کے لئے بھی کافی سوالات ہیں۔ مذہب کو ایک طرف رکھتے ہوئے آپ کو اس قسم کا مباحثہ بھی کرنا چاہئے اور ان سے پوچھنا چاہئے کہ آج کی تہذیب کے کیا فوائد ہیں اور اس تہذیب کے جو آپ کے آباء و اجداد کی تھی کیا فوائد تھے؟ ان لوگوں سے اس قسم کے موضوعات پر بھی بات کی جاسکتی ہے۔

✿......اس کے بعد ایک دوست نے سوال کیا کہ ہمارے تربیتی کلاسوں اور سیمینارز میں زیادہ تر topics وفاتِ مسیح، خاتم النبیین وغیرہ ہوتے ہیں لیکن نوجوانوں کے لئے آج کل کے حالات کے مطابق بھی topics رکھنے چاہئیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل ہونے چاہئیں۔ contemporary issues (عصرِ حاضر کے مسائل) پر بات کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے topics ہیں۔ وفاتِ مسیح کا تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے ساتھ بحث کرنی ہے تو قرآن کریم کی رُو سے کرنی ہے۔ عیسائیوں سے بحث کرنی ہے تو کیا حوالہ دینا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق عیسائیوں سے بحث کرنی ہے تو کیا دلیلیں دینی ہیں۔ عیسائیوں کے لئے بائبل کی مختلف quotes ہیں کہ بائبل میں کہاں 'محمدؐ' لکھا ہوا ہے، کہاں 'احمدؐ' لکھا ہوا ہے؟ قدوسیوں کے ساتھ آنے کا ذکر کہاں کیا گیا ہے؟ اور کہاں ذکر کیا گیا ہے کہ موسیٰ کے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا؟ آپ نے عیسائیوں کو اس قسم کی دلیلیں دینی ہیں اور یہ چیزیں عیسائیوں کے لئے بائبل سے بھی ثابت کرنی ہیں۔ اور اگر وہ قرآن پر اعتراض کرتے ہیں تو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق مسلمانوں سے بحث کرنی ہے تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے۔ اور پھر اس کی صحیح طرح interpretation ہونی چاہئے۔ ان سارے issues پر تو آپ بات کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب رہ گئی بات کہ اسلام اس سوسائٹی میں integrate نہیں ہوسکتا۔ اس حوالہ سے کیا کیا اعتراضات ہیں۔ اس میں عورتوں کا پردہ ہے۔ عورتوں کی free interaction ہے۔ اور اس طرح کے بہت سارے سوال اُٹھتے ہیں۔ مثلاً عورتیں مردوں کے ساتھ نمازوں میں کیوں نہیں اکٹھی ہوتیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھ سے یوکے کے ایک politician جو شاید وہاں کی کسی پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں، نے پوچھا تھا کہ کیا کبھی ایسا زمانہ آئے گا کہ جب عورتیں اور مرد ایک ہال میں عبادت کرسکیں گے؟ اس نے اپنی طرف سے بڑا سوال کیا تھا کہ کیا اسلام اتنا advance ہو جائے گا۔ میں نے اُسے کہا کہ تم بات کر رہے ہو کہ مستقبل میں یہ زمانہ آئے گا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ زمانہ تو پہلے سے تھا۔ احادیث میں ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت اور مرد ایک ہی جگہ پر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آگے مرد اور پیچھے عورتیں ہوتی تھیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ کیا ایسا زمانہ آئے گا یہ تو کوئی سوال نہیں۔ یہ زمانہ تو آچکا ہے اور یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اب تو عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے کہ ان کو اُٹھنے بیٹھنے میں زیادہ سہولت اور آزادی ہو کیونکہ حیا ہر شخص کے ایمان کا حصہ ہے اور عورت کے ایمان کا بھی حصہ ہے۔ اس لئے حیا کی وجہ سے عورتوں نے خود چاہا کہ بجائے اس کے کہ ہم ایک ہی ہال میں مَردوں کے ساتھ بیٹھیں انہوں نے علیحدہ جگہ بنالی۔ کیونکہ نمازوں کے مختلف postures ہوتے ہیں۔ ان postures میں بعض دفعہ کپڑا اُٹھ جاتا ہے، بعض اوقات انسان عبادت میں اتنا involve ہوجاتا ہے کہ صحیح طرح خیال نہیں رکھا جاسکتا۔ یا ویسے بھی بعضوں نے مختلف قسم کے لباس پہنے ہوتے ہیں جن میں ان کو آسانی محسوس نہیں ہوتی۔ اور اپنا آپ comfortable feel نہیں کر رہی ہوتیں۔ اس لئے عورتوں نے خود اپنا ہال علیحدہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا سوال ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ایک عبادت ہے۔ اور اگر نمازیں ساتھ پڑھیں گے تو اسی فیصد لوگ نماز میں اللہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے عورت کی طرف توجہ دیں گے۔ یا اگر عورت آگے کھڑی ہوگی تو پھر بھی توجہ قائم نہیں رہے گی۔ تو عبادت کو عبادت رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ عورتیں مرد ایک جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، لیکن مرد آگے اور عورتیں پیچھے ہوں۔ اور اب آسانی کی خاطر عورتوں نے اپنا ہال علیحدہ کرلیا ہے۔ تو میں نے اسی سیاستدان سے سوال کیا کہ تم خود بتاؤ کہ تم لوگوں میں سے کتنے حیادار ہوں گے۔ تو کہنے لگا کہ مجھے آپ کی بات سمجھ آگئی ہے اور ہنس پڑا اور اس کے بعد اس نے کئی جگہ مجلسوں میں quote کیا کہ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا اتنا ایڈوانس زمانہ آئے گا کہ عورت مرد مسجد میں ایک جگہ اکٹھے ہوں گے تو مجھے جواب ملا کہ ایسا زمانہ آکر جاچکا ہے۔ تو اس طرح کے مختلف issues اُٹھتے رہتے ہیں اور اُٹھ سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر interest کے بارہ میں آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن شریف سُود کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ آجکل بڑے economic crisis آرہے ہیں اور یہ آجکل کا بڑا burning issue ہے۔ پھر اگر آپ اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ day to day ایشوز (issues) اُٹھتے رہتے ہیں۔ اور انہی کو contemporary issues کہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سارے مسائل کا جواب تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب Islam's Response to the Contemporary Issues میں دے دیا ہے۔ تو وہ آپ پڑھ لیں۔ جب آپ پڑھیں گے تو اس کے بعد جو issues اُٹھ رہے ہوں گے ان کے جوابات آپ خود دیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی مدد کر دیتا ہے۔ اب آپ کو یہ سوال کہ کیا ایسا زمانہ آئے گا جب عورتیں اور مرد اکٹھے ہو کر نماز ادا کریں گے لٹریچر میں تو نہیں ملے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہی دل میں ڈال دیا کہ اس کا جواب یہ ہونا چاہئے۔ اور وہ جواب اس کو پسند بھی آگیا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ مدد کر دیتا ہے۔ اس لئے خود بھی کوشش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر داعی الی اللہ کے سامنے مختلف کلچر، مختلف ethnicities اور مختلف ملکوں کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنا ایک معیار رکھا ہوا ہے جس کے مطابق وہ سوال کرتے ہیں۔ وہ سارے سوال بھی consildate ہو کر ایک جگہ مرکز میں آنے چاہئیں۔ اور یہاں سے پھر اس کے صحیح جواب تیار کر کے سب داعیان الی اللہ کو distribute ہونے چاہئیں۔ تو اس طرح بھی آپ کی ایک باقاعدہ ٹریننگ جاری رہے گی۔

اب مثلاً عورتوں کے پردہ کا ہی سوال ہے اور مسلمانوں میں سے اُٹھتا ہے۔ بعض عرب ملکوں کی عورتیں یہ سوال اُٹھاتی ہیں کہ ٹھیک ہے آپ کی باتیں بھی ٹھیک، آپ کی دلیلیں بھی ٹھیک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آگئے لیکن ہم مسجد میں گئے تھے وہاں عورتوں کا پردہ صحیح نہیں تھا۔ اس لئے آپ لوگ صحیح نہیں ہیں۔ جس نے اعتراض کرنا ہے وہ اس بات پر بھی اعتراض کر دیتا ہے۔ ایک مصری خاتون کی طرف سے مجھے اعتراض آیا تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ وہ خود بتائے کہ کیا پردہ ہونا چاہئے؟ تو اس نے کہا کہ پردہ میں بال ڈھانکنے کا حکم ہے۔ جبکہ ہماری عورتیں برقعہ پہنتی ہیں تو بال نہیں ڈھانکتیں۔ میں نے کہا کہ اصل پردہ بھی یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جو پردہ کی تعریف فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ ماتھا ڈھکا ہوا ہو اور بال نظر نہ آئیں۔ اور اسی طرح پچھلے بال بھی نظر نہ آئیں اور ٹھوڑی کے ساتھ ہو کر نقاب پیچھے کی طرف گیا ہو۔ یہی صحیح پردہ ہے۔ اسی طرح اور بھی issues ہیں جن کے جوابات آپ کو آنے چاہئیں۔ اس قسم کے جو اعتراضات اُٹھتے رہتے ہیں اس کی اگر آپ فیڈ بیک دیتے رہیں گے تو اس سے تربیت کے شعبہ کو، لجنہ کو، خدام کو اور انصار کو بھی مدد ملے گی کہ وہ کس طرح اپنے تربیتی پروگرام بنا سکتے ہیں۔ تو اس طرح آپ لوگوں کو فیلڈ میں مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا رہے گا اور مختلف مسائل کا پتہ لگتا رہے گا۔ ماشاء اللہ آپ کے بھی fertile ذہن ہیں۔ آپ خود بھی جوابات دینے کے طریقے explore کریں۔

✿......ایک خادم نے سوال کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1973ء میں فرمایا تھا کہ پچاس سال کے عرصہ میں جرمنوں کی ایک کثیر تعداد اسلام قبول کرلے گی۔ اس حوالہ سے ہمارے پاس صرف گیارہ سال باقی رہ گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جرمن لوگ اسلام تو قبول کر رہے ہیں۔ اس وقت جرمنی میں ایک بہت بڑی تعداد ہے جو مسلمان ہو رہی ہے۔ مجھے فرانس میں ایک جرمن ڈپلومیٹ ملا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جرمنوں کی بڑی تعداد مسلمان ہو رہی ہے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ اگر انہوں نے مسلمان ہی ہونا ہے تو پھر وہ احمدی مسلمان ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پچاس سال کہا تھا تو وہ بالکل specific عرصہ نہیں ہوتا اس میں کچھ کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کیا انہوں نے کسی اندازے کے مطابق یہ کہا تھا یا پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خبر پاکر کہا تھا۔ تو یہ ساری باتیں دیکھنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر بعض چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ بعض خاص حالات کی وجہ سے بدل بھی دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کا حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں حکومت ملی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم چالیس سال تک ویسے ہی صحراؤں میں پھرتی رہی۔ تو آج اگر احمدی اس قابل ہو گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے تقویٰ کا معیار بھی بڑھالیا ہے اور دعائیں بھی کر

رہے ہیں اور تبلیغ بھی کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے وہ کثرت کے ساتھ جرمنوں کو اسلام میں داخل کر لیں گے۔ لیکن اگر آپ کے معیار وہ نہیں ہیں اور دنیا داری میں پڑ گئے ہیں تو پھر اپنی فکر کرنی چاہئے۔ ہر پیشگوئی حالات کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ تم لوگوں نے اپنی ترقی کو اپنی حرکتوں کی وجہ سے چالیس سال پیچھے کرلیا ہے حالانکہ اُس زمانہ میں تو صحابہ بھی موجود تھے۔ اب خود اندازہ لگالیں کہ اس بات کا کیا مطلب ہے۔

✿...... ایک داعی الی اللہ نے سوال کیا کہ contemporary issues میں سے ایک سوال یہ بھی اُٹھتا رہتا ہے کہ شریعت اور جرمن لاء (German Law) ایک دوسرے کے ساتھ compatible نہیں ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا جرمن لاء کہتا ہے کہ ہر شخص کو اپنا مذہب اپنی مرضی کے مطابق اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ اگر جرمن لاء نے ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق مذہب اختیار کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو شریعت بھی یہی کہتی ہے کہ لَااِکْـــرَاہَ فِـــی الـدِّیْـنِ۔ اس طرح تو دونوں compatible ہیں۔

✿...... داعی الی اللہ نے سوال کیا کہ جب مزید گہرائی میں جائیں تو کہتے ہیں کہ اسلامی قانون میں polygamy (تعدد ازدواج) کی اجازت ہے جبکہ جرمن لاء میں اس چیز کی اجازت نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں جرمنی میں تو مسلمانوں کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی شرط کو accept کر لیتے ہیں مگر انگلستان میں اس حوالہ سے سخت قانون ہے۔ یہاں جرمنی میں کئی ایسے احمدی ہیں جن کی دو دو بیویاں ہیں اور یہاں کے قانون نے ان کو accept کیا ہوا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اصل سوال یہ ہے کہ آئین کیا چیز ہے؟ آئین تو بدلتے رہتے ہیں۔ آئے روز آئین میں amendments ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن شریعت تو چودہ سو سال سے چل رہی ہے اس میں تو کوئی amendment نہیں ہوئی۔ تو ان کے آئینوں میں اوپر نیچے اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ ساری باتیں مان لیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی ہر ملک میں ان کے قانون کے مطابق سزائیں مقرر ہیں۔ اگر اسلام کہتا ہے کہ چور کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ تو اس کی بھی بعض شرائط ہیں۔ ہر ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ یہ ایک تفصیلی مضمون ہے۔ وقت کی کمی کے باعث اس وقت بیان نہیں ہوسکتا۔ اور یہاں جو قانون لاگو ہے اس کے متعلق احمدی یہ تو نہیں کہتے کہ اگر ہم نے کوئی چور پکڑا تو ہم اس کے ہاتھ کاٹ دیں گے۔ جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے قانون سے اتفاق کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اسلام نے بھی تو ایک سے زیادہ شادی کرنے کے لئے شرائط رکھی ہیں۔ یہ تو نہیں کہا کہ جاؤ اُٹھو اور جا کر چار لڑکیاں پکڑ کر شادی کرلو۔ اسلام تو کہتا ہے کہ تمہیں ایک، دو، تین یا چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کی بعض شرائط ہیں۔ اس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر تم ان سے انصاف نہیں کر سکتے تو نہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اگر تمہیں پتہ ہو کہ تمہاری ایک شادی کرنے کے بعد تمہاری ذمہ داری کیا ہے، اور بیوی کے کیا حقوق ہیں جو تم نے ادا کرنے ہیں، اور ان کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے تم پر کتنا بڑا گناہ ہے اور مرد کو اس کے بعد کتنی سزا ملے گی۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو تو شاید آپ ایک شادی بھی نہ کریں۔ پھر ایک سے زیادہ شادی کرنے کی وجوہات بھی بیان فرمائیں۔ مثلاً یہ کہ اگر ایک عورت کے ہاں اولاد نہیں ہوسکتی تو اولاد کی خاطر دوسری شادی ہوسکتی ہے۔ بیوی بیمار ہوگئی ہے اور اپنے حقوق ادا نہیں کرسکتی تو مرد بجائے اس کے کہ جس طرح یہاں ہوتا ہے کہ ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارتا ہے اور دو دو سہیلیاں رکھی ہوئی ہیں۔ یہاں نہ عورت مرد پر اعتبار کرتی ہے اور نہ مرد عورت پر کرتا ہے۔ دو چار سال اکٹھے رہتے ہیں اور پھر اس کے بعد الگ ہوجاتے ہیں۔ یہاں 65% شادیاں اسی لئے ٹوٹتی ہیں۔ تو بجائے اِدھر اُدھر جانے کے بہتر ہے کہ شادی کرلو۔ شریعت نے ایک جواز پیدا کیا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی ہے جس پر دینی ذمہ داریاں ہیں اور دین کی اصلاح کے لئے اگر زیادہ شادیاں کرتے ہیں جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں یا بعض دیگر بزرگان نے کیں تاکہ عورتوں میں بھی بہتر تربیت کے سامان پیدا کئے جاسکیں تو اس کے لئے اجازت ہے۔ ایسے نہیں کہ منہ اُٹھا کر کہو کہ ہمیں حق ہے شادیاں کرنے کا تو ہم نے شادی کرنی ہے۔ یا مرد کہہ دیتا ہے کہ مجھے عورت کو مارنے کا حق ہے۔ تو اس کو مارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جہاں مارنے کا حق ہے اُس سے پہلے بہت ساری شرائط پوری کرنی ہیں۔ ایسے نہیں کہ اُٹھے اور ڈنڈا ہاتھ میں لیا اور مارنا شروع ہوگئے کہ میں تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس حوالہ سے مزید فرمایا: دیکھیں احمدی ہر ملک میں law abiding ہیں۔ حتیٰ کہ پاکستان میں بھی law abiding ہیں۔ لیکن اگر پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ احمدی نماز نہیں پڑھ سکتے تو کیا ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں؟ پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ کسی کو السلام علیکم نہ کہو تو کیا ہم السلام علیکم کہنا چھوڑ دیں؟ پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو کیا ہم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرلیں؟ بعض ایسے مسائل ہیں جن میں سٹیٹ کو interfere نہیں کرنا چاہئے۔ اس چیز کو سمجھانے کے لئے لمبی محنت کی ضرورت ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے یہاں loyality پر جو تقریر کی تھی اور دوسرے ایڈریسز میں بھی بتاتا رہتا ہوں کہ بعض ایسے ذاتی معاملات ہوتے ہیں جن سے سٹیٹ کا کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تو سٹیٹ کو لوگوں کے ایسے ذاتی معاملات کے اندر interfere کر کے لوگوں میں بلاوجہ کی frustration پیدا نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ پھر ایک وقت آتا ہے جب اُس آئین کے خلاف آواز اُٹھتی ہے۔ اور پھر آئین میں amendments ہوتی ہیں۔ اسی لئے آئین میں amendment کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاتا کہ آئین اب صحیفۂ قرآنیہ ہوگیا ہے۔ جہاں تک مذہب اجازت دیتا ہے تو آپ کر سکتے ہیں۔ جہاں تک قانون کہتا ہے نہ کرو تو آپ قانون کو force نہیں کر سکتے کہ آپ میری دوسری بیوی کو بیوی کے طور پر رجسٹرڈ کرو۔ اگر آپ کی دو بیویاں ہیں اور ایک بیوی جو کہ قانون میں رجسٹرڈ نہیں ہے اگر آپ اس کو طلاق دیتے ہیں تو پھر قانون میں جو اس کے حقوق ہیں وہ اس کو نہیں ملیں گے۔ لیکن شریعت نے جو حقوق رکھے ہیں وہ آپ کو ادا کرنے پڑیں گے۔ اور ایسے مواقع پر arbitration law یا ثالثی کا قانون کام کر جاتا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں دیکھنی چاہئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قانون میں صرف ایک ہی بات تو نہیں ہے کہ بیوی اور شادی۔ اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ ہم ان چیزوں میں law abiding ہیں۔ کیا شریعت چوری کرنے اور ڈاکے ڈالنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا شریعت کہتی ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کرو؟ اگر قانون ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا تو شریعت بھی ان باتوں کی طرف قانون کی نسبت زیادہ زور دیتی ہے۔ یہاں کے قوانین تو ایسے ہیں کہ آپ کو اپنے حقوق کے لئے elected legislatures کے ذریعہ مطالبہ کرنا پڑتا ہے لیکن شریعت کہتی ہے کہ تم بغیر مطالبہ کے حقوق ادا کرو۔ ہر ایک شخص دوسرے کا حق ادا کرے۔ ہر حکومت اپنی رعایا کا حق ادا کرے اور ہر رعایا اپنی حکومت کا حق ادا کرے۔ پھر شریعت کہتی ہے کہ امانتیں صحیح طرح پہنچاؤ۔ تمہارا ووٹ تمہاری ایک امانت ہے اس کا حق ادا کرو۔ جو ایماندار ہے اُس کو ووٹ دو۔ یہ نہیں کہ فلاں میرا رشتہ دار اور فلاں میری پارٹی کا ہے اس لئے اُسے ووٹ دے دو۔ یا فلاں پارٹی کا manifesto پسند آگیا تو اس لئے اُس پارٹی کے شخص کو ووٹ دے دیا بلکہ اپنے علاقہ میں دیکھو کہ کون ایسا شخص ہے جو انسانیت کی خدمت کرنا جانتا ہے اور جو اپنے سپرد امانت کا حق ادا کرسکتا ہے اُس کو ووٹ دو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض minor issues ہیں لیکن وہ issues ایسے نہیں ہیں جس پر قانون گرفت کرتا ہو۔ تم نے اگر دو بیویاں رکھی ہیں تو قانون تمہیں ہتھکڑی نہیں لگائے گا۔ تمہیں جیل کے اندر نہیں ڈالے گا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جیسے کہتے ہیں خاموشی سے تسلیم کرلینا۔ تو ان کو بھی پتہ ہے کہ یہ ہمارے آئین اور قانون میں سقم ہے۔ اسی لئے وہ خاموشی سے دو بیویوں کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ بلکہ میرے علم میں یہاں کے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کی دو بیویاں ہیں اور ان کی دوسری بیوی کے جو سوشل یا لیگل رائٹس ہیں وہ بھی بحیثیت بیوی کے دیئے جا رہے ہیں۔ خاوند کے اِنکم ٹیکس میں جو کمی ہے وہ اس کی دو بیویوں کی وجہ سے پوری کی جارہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں قانون میں بھی جگہ خالی ہے جو تمہیں اجازت دیتی ہے۔ اس حوالہ سے یہاں کا قانون اتنا rigid نہیں ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر آپ نے چوری کی ہے تو پھر سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس میں کسی قسم کی چھوٹ نہیں ہے۔

✿...... ایک داعی الی اللہ نے کہا کہ الحمدللہ جرمنی میں تبلیغ ہورہی ہے اور جرمنی ہمارا اس وقت فوکس ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ رشیا میں ریت کے ذروں کی طرح اسلام پھیلے گا۔ اس حوالہ سے بھی کوشش کرنی چاہئے۔ بعض رشین سٹیٹس مسلمانوں کی ہیں اور وہاں پر بڑی بڑی مساجد بھی تعمیر ہورہی ہیں لیکن اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ تعالیٰ نے ہاکی کی بعض ٹیمیں بنائی تھیں جو ان سٹیٹس میں جایا کرتی تھیں۔

اس حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ساری باتیں میرے علم میں ہیں اور ان پر کام بھی ہورہا ہے۔ لیکن وہاں آجکل کے حالات بیس سال پہلے کے حالات سے مختلف ہیں۔ ان ممالک میں مخالفت شروع ہوچکی ہے۔ اور وہاں کے بعض لوگوں پر حکومت کی طرف سے سختیاں بھی کی جارہی ہیں۔ بعض جگہوں پر ہماری جماعت کی رجسٹریشن کو کینسل کیا جارہا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں میرے علم میں ہیں۔ ہمارے مبلغین وہاں موجود ہیں۔ بعض مبلغین یونیورسٹیوں میں داخل ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ پڑھائی بھی کررہے ہیں اور تبلیغ بھی ہورہی ہے۔ اور

زبانوں میں بھی ایم ٹی اے کے پروگرام جارہے ہیں۔ میرا خطبہ باقاعدہ ہر ہفتہ ترجمہ ہوکر وہاں سنا جارہا ہے۔ مجھے روزانہ رشین احمدیوں کے کئی خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں اخلاص و وفا کا اظہار پیدائشی احمدیوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پہلے یہ نہیں ہوتا تھا کہ میری ڈاک میں رشین لوگوں کے خطوط ہوں اور اب کافی خطوط رشین زبان کے آتے ہیں۔ وہ رشین میں لکھتے ہیں اور ان کا ترجمہ ہوکر میرے پاس آتا ہے اور پھر لندن میں جو رشین ڈیسک کام کر رہا ہے وہ ان احباب کو رشین زبان میں جواب دیتا ہے۔ کئی احباب کے ساتھ میرا ایک personal contact پیدا ہوچکا ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض کے معیار اتنے ہیں کہ جب میں 2008ء میں انڈیا گیا ہوں تو ایک رشین نے مجھے لکھا کہ اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو اور اپنی فوت شدہ پھوپھی کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان سے آئی ہے اور کہا کہ ہم نے تمہارے خلیفہ کو محفوظ واپس بھیج دیا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے اس خواب کی سمجھ نہیں آئی لیکن جب آپ انڈیا سے واپس آئے تو تب مجھے معلوم ہوا کہ انڈیا کے حالات کیا تھے اور کیوں واپسی ہوئی۔ تو اس حد تک ان کے ایمان اور اخلاص پہنچے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں جو شاید آپ کے علم میں نہ ہوں۔ میرے علم میں تو بہت زیادہ ہیں۔

✿...... **جرمنی میں اسلام کے پھیلنے کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** انشاء اللہ تعالیٰ جرمنی میں بھی جلد آثار ظاہر ہوں گے۔ بعض لوگوں کی خوابیں اور بعض میری اپنی بھی ہیں جس سے مجھے لگتا ہے کہ خلافتِ خامسہ کے دور میں جرمنی میں بہتر رنگ میں احمدیت پھیلے گی۔ لیکن احمدیت کے پھیلنے کے لئے شرط ہے کہ ہمیں اپنی حالتوں کو بھی بدلنا پڑے گا۔

✿...... ایک نوجوان نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں اور بعض دوسری جگہوں پر بہت خوبصورت مساجد تعمیر ہورہی ہیں تو اس حوالہ سے بعض سوال کرتے ہیں کہ جماعت کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لوگ کما کر اور اپنی جیبیں کاٹ کر پیسے دیتے ہیں۔ اب جو ناروے کی مسجد بنی ہے وہاں انہوں نے کئی ملین پاؤنڈز خرچ کئے ہیں۔ اس میں کئی مثالیں میرے سامنے ہیں لیکن میں ایک مثال دے دیتا ہوں کہ ایک شخص نے وعدہ کیا کہ وہ مسجد کے لئے ایک لاکھ کرونز دے گا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے ویک اینڈ پر اور روزانہ شام کو دو گھنٹے ٹیکسی چلانا شروع کردی اور اس سے جتنے پیسوں کی آمد ہوتی تھی وہ مسجد میں چندہ دے دیتا تھا۔ اس طرح اس نے ایک لاکھ کرونز سے بھی زیادہ چندہ دے دیا۔ تو یہ قربانی کا مادہ ہے جو احمدیوں میں ہے۔ آپ بھی اپنے اندر یہ مادہ پیدا کریں۔ اگر لوگ ایک مسجد کے بننے پر اعتراض کرتے ہیں تو آپ کہیں کہ ہم اس طرح کی دس مسجدیں بنا کر دکھا سکتے ہیں۔

✿...... ایک داعی الی اللہ نے کہا کہ بعض اوقات ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم دل سے اسلام کو قبول کر چکی ہے۔ اب تو کنڈر گارٹن میں بسا اوقات بچوں کو بلا کر تلاوت کرواتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر آئی ہے اس کے لئے آپ نے میدان جیتنے ہیں اور وہ میدان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے جیتنے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور دعائیں کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھیں۔ اب بس اگر کمی ہے تو آپ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دین میں کوئی کمی نہیں ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی دین کے روز نظارے دیکھتا ہوں۔

اس پروگرام کا اختتام بارہ بجے ہوا۔